قسط نمبرا

اسلام میں مسجد کا تصور

مولانا
محمد منشاء کاشف
فیصل آباد

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○ بسم الله الر حمن الرحیم ○ و ان المسٰجد لله فلا تدعوا مع الله احد۔ (سورہ الجن رکوع ۱)

ترجمہ :۔ اور یہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اس آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے عبادت بھی رسول اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ اس لئے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت کسی اور سے دعا مناجات کسی اور سے استغاثہ و استمداد جائز نہیں یہ امور ویسے تو مطلقاً ہی ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں لیکن مسجدوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا ہے ان کے قیام کا تو مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اگر یہاں بھی غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا تو یہ نہایت ہی قبیح اور ظالمانہ حرکت ہو گی۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد مسلمان اب مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی مدد کی لئے پکارتے ہیں۔ بلکہ مسجدوں میں کتبے آویزاں کئے ہوئے ہیں جن میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے۔ آہ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

مشرکین کا عقیدہ ہے جیسا کہ حضرت قتادہؓ اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں کہ یہود اور نصاری جب اپنے عبادت خانوں میں جاتے اللہ تعالی کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے تو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا اکیلے اللہ تعالی کی عبادت کریں اور اسی سے مدد مانگنا اور مسلمانوں کو نماز میں یہی تعلیم دی گئی ہے۔ قیام اور تشہد میں ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ

کرنا نہ کسی سے مدد کیلئے پکارنا۔ آج بعض لوگ جو بچوں کی بیماری یا اور سخت مصیبتوں میں کہنے لگتے ہیں۔

یا رسول الله انظر حالنا۔ یا حبیب الله اسمع قالنا۔ اننی فی بحرھم مغرق۔ خزیدی سھل لنا اشکالنا اور اور یا اللہ یا حسین خبر لیجیو یا معین الدین چشتی پار کر میری کشتی یا اللہ یا محمدؐ" اے اللہ اور اے محمدؐ ہماری مدد کرو۔ کوئی کہتا ہے ۔

امداد کن امداد کن از بندہ غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا

اسی طرح بے شمار ورد وظائف میں پکارتے ہیں۔ کیا اکیلا اللہ ہماری حاجات اور مشکل کو آسان نہیں کرتا جو کوئی دوسرا بھی درکار ہو کیا بری عادت ہو گئی ہے کہ اللہ کے ساتھ بندوں کو بھی ملا دیتے ہیں۔

مسجدیں صرف اللہ تعالی کے لئے ہیں کہ وہاں فاطر السموات و الارض کے حضور میں جبین نیاز رکھی جائے مفردات امام راغب مصری میں ہے :

و المسجد موضع الصلوۃ اعتبار السجود و قیل المساجد مواضع السجود جلد۔ (جلد ۲ ص ۱۳۴) فلا تدعوا مع الله احد۔

اس کی تفسیر میں طبری حضرت ابن عباسؓ کی روایت کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر کے لئے مخصوص کر دو اللہ کے سوا غیروں کے لئے وہاں کے ذکر و عبادت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اللہ کے ذکر کے ضمن میں قرآن و حدیث پڑھنا پڑھانا اور سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بھی شامل ہے ان امورات کے علاوہ مساجد کو سیاسی دنگل بنانا' مساجد کو صرف مخصوص پارٹیوں کے لئے اکھاڑے بنانا' مساجد کو اپنے حلقہ اثر تک محدود کرکے ایک ریاست بنا کر خود تقدس مآب بن کر قرآن و حدیث کو اپنی مرضی کے مطابق بیان کرنا ناجائز ہے۔ آج کل مساجد میں متولیوں' خطباء اور آئمہ مساجد نے احکام غیر اللہ کی

روش اختیار کر رکھی ہے۔ بعض مساجد میں متولیوں، انتظامیہ چوہدریوں کی ملکیت اور تسلط ہے۔ خطباء اور آئمہ مساجد کے ساتھ نازیبا الفاظ سے گفتگو کرتے ہوئے توہین کرتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق دعوت تبلیغ کی اجازت دیتے ہیں یا مسجد سے نکال دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے مساجد اسلامیہ کی عظمت و جلالت اور تقدس کو گو براہ راست مجروح نہیں کیا مگر اس کے اثرات نے عوام کے قلوب و اذہان کو غیر محسوس انداز میں مسموم کر کے رکھ دیا ہے۔

مسجد کا مفہوم

لغوی اعتبار سے سجدہ کرنے کی ہر جگہ ہے۔ یعنی مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ ہر وہ جگہ جہاں سجدہ کیا جاتا ہے اسے مسجد کہتے ہیں۔ جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

جعلت لی الارض مسجد (بلوغ المرام)

ترجمہ :۔ میرے لئے (ساری) زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔

لیکن شرعی اصطلاح میں ہر وہ جگہ جہاں روزانہ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ادا کی جائیں۔ نیز وہ جگہ کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ بلکہ محض عبادات الٰہی کے لئے وقف اور مختص ہو مسجد کہلاتی ہے۔

مسجد ایمان دار بناتے اور آباد کرتے ہیں

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الآخر و اقام الصلوۃ و آتی الزکوۃ و لم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین۔

ترجمہ :۔ سوائے اس کے نہیں آباد کرتے ہیں اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں پس ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور نہیں ڈرتے مگر اللہ سے پس نزدیک ہے کہ یہ لوگ راہ پانے والوں میں سے ہوں۔ (سورہ توبہ ۱۸۰)

ابو مسعودؓ نے کہا ہے کہ لفظ عمارت سے مراد عموم ہے اس میں مرمت مسجد شکستہ اور اس میں تنظیف و صفائی اور اس میں علم کا درس کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ (فتح البیان)

تعمیر مساجد میں اقامت الصلوۃ' قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا اور عمل کرانا بھی داخل ہے۔

حدیث انس رضی اللہ تعالی عنہ میں رفعا آیا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم میں اہل زمین کے عذاب کا قصد کرتا ہوں پھر روک لیتا ہوں اپنے عذاب کو ان کی وجہ سے جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں' آپس میں محبت کرتے ہیں' سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں جو کوئی اذان سن کر جواب نہ دے اور مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاصی ہوتا ہے۔ (ابن عساکر ابن مردویہ)

قرآن مجید تعمیر مساجد کے لئے ایمان باللہ اور عمل کو شرط قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو لوگ اعمال کفریہ و شرکیہ میں مبتلا ہیں وہ مسجدوں کو آباد کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں۔

مشرک نہ مسجدیں بنا سکتے ہیں نہ آباد کر سکتے ہیں

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم و فی النار ھم خالدون۔

ترجمہ :۔ نہیں لائق واسطے مشرکوں کے یہ کہ آباد کریں مسجدیں اللہ کی حالانکہ گواہی دیتے ہیں اوپر جانوں اپنی کے ساتھ کفر کے یہ لوگ جن کے تمام عمل برباد ہوئے اور بیچ آگ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (سورہ التوبہ ۱۷)

اس آیت مبارکہ میں شرک و کفر کو تعمیر و خدمت مساجد کے منافی قرار فرمایا ہے۔ ان ہر دو آیات کا مفہوم واضح ہے کہ مسجدوں کی تعمیر و آبادی

ایمانداری کا کام ہے اور شرک و کفر میں ملوث لوگوں کو مساجد بنانے کی سعادت ہی نصیب نہیں ہوتی آجکل تو مشرکین لوگ جہاں مزار اور ساتھ ہی مسجد بنا لیتے ہیں مسجدیں بے آباد ہوتی ہیں۔ مزاروں قبروں پر رونقیں ہوتی ہیں۔ مزاروں' قبروں پر آستانوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کا مشاہدہ کرو یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آ جائے گی کہ عقیدت مندی کے ساتھ ساتھ دکانداری نے ایمان کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے کیا کیا گل کھلائے ہیں اور اولیاء اللہ کی قبروں کی قیمت وصول کی جاری ہے اور من سلوی سمجھ کر کھائی جا رہی ہے۔ وہاں مجاروت اور قلندری ہے اور سجدے اور طواف میں رونا دھونا ہے۔ شرینی اور چادریں ہیں چرس اور بھنگ ہے۔ عریانی اور فحاشی ہے۔ گانا اور بجانا ہے عرس اور میلے ہیں منتیں اور مرادیں ہیں تبرک اور چڑھاوے ہیں غرض ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالی کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا تھا اور جس میں مبتلا ہونے والوں کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم کی آگ سے ڈرایا تھا۔ مشرکین نے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اس سے حضور اکرم ﷺ نے سخت منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے :

عن جندب رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول الا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم و صالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذلک۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ ص ٦٩)

ترجمہ :۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہوں نے اپنے انبیاء اور اپنے اولیاء اللہ کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنا لیا تھا سنو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں۔

اس حدیث میں مساجد کا لفظ ہے۔ سجدہ گاہ کو مسجد کہتے ہیں حقیقت میں

مشرکین کی مساجد مزار اور قبریں ہیں۔ مشرکین مزاروں اور قبروں میں عبادت کرتے ہیں۔ اہل حدیث ان کو اس فعل سے روکتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تو وہابی ہیں، گستاخ رسولؐ اور گستاخ اولیاء ہیں، اولیاء کو مانتے ہی نہیں۔ اس طرح کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

دوسری روایت میں واضح الفاظ ہیں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد و السرج۔

(رواہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنا لینے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

آپ غور فرمائیں حضور اکرم ﷺ کے گستاخ کون ہیں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں اور مزاروں پر سجدہ کرنے والے اور قبروں پر چراغاں کرنے والے گستاخ اور لعنتی ہے۔

مساجد تشتت و افتراق اور ضرر پہنچانے کے لئے نہیں

و الذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنی و اللہ یشھد انھم لکذبون لا تقم فیہ ابدا۔

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے پکڑی ہے مسجد ضرر پہنچانے کو اور کفر کرنے کو اور جدائی ڈالنے کو درمیان ایمان والوں کے اور گھات لگانے کو واسطے اس شخص کے کہ لڑ رہے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے اور البتہ قسمیں کھائیں گے یہ کہ نہیں ارادہ کیا تھا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں مت کھڑا ہو بیچ اس کے کبھی۔

حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے شیخین ترمذی، نسائی، احمد، ابو

یعلی، حاتم اور ابن خزیمہ وغیرھم کبار محدثین رحمھم اللہ نے روایت کی ہے۔ بعض رؤسا منافقین جو مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور ضعفاء قلوب کو اپنی نیات فاسدہ و مضلہ کا آلہ بنانے کے لئے جو مسجد تیار کر چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپؐ غزوہ تبوک کے لئے گھر سے روانہ ہو چکے تھے کہ حضور ﷺ چل کر ایک نماز ہماری مسجد میں ادا فرمائیں مگر آپؐ نے فرمایا واپسی تک انتظار کرو۔ غزوہ تبوک سے واپسی تک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان کے ارادہ و نفاق اور فساد فی الملت سے آگاہ فرماتے ہوئے لا تقم فیہ ابدا کا حکم فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مسجد کو جلانے کا حکم دے دیا۔

اس سے مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ جو مسجد اللہ کی عبادت کی بجائے مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے کی غرض سے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور شرک و بدعت کی دعوت پھیلانے کی غرض سے بنائی جائے وہ مسجد ضرار ہے۔ اس کو ڈھا دیا جائے تاکہ مسلمانوں میں تفریق و انتشار پیدا نہ ہو اور نبی اکرم ﷺ کے حکم پر عمل ہو جائے۔ لیکن اس امت مسلمہ میں ایسے ظالم بھی پیدا ہوئے جنھوں نے تفریق کی بنیاد پر نئی نئی مسجدیں ہی نہیں بنائیں بلکہ خود خانہ کعبہ کے اندر چار مصلے قائم کر کے مسلمانوں کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کئے رکھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے سلطان عبد العزیزؒ فرماں روائے نجد و حجاز کی جنھوں نے خانہ کعبہ سے اس بدعت مقلدین اور تفریق کا خاتمہ فرمایا اور مسلمانوں کو کلمہ واحدہ پر جمع کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

تفسیر ابن کثیر میں ہے قرآن کی یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔

و الذین اتخذوا مسجد ضرارا و کفرا ..... الخ۔

یہ لوگ جنھوں نے یہ مسجد بنائی بارہ افراد تھے خدام ابن خالد اسی کے گھر

سے مسجد شقاق کی راہ نکلتی ہے اور ثعلبہ بن حاطب بنی امیہ کے خادم اور معتب بن قشیر اور ابو حبیبہ بن الازعر اور عباد بن حنیف اور حارثہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع اور زید اور نبتل الحارث اور مخرج اور بجاد بن عمران اور ودیعہ بن ثابت اور ابو لبابہ کے قبیلہ کے خادم وہ لوگ جنہوں نے اس کو بنایا وہ قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے ہم نے تو نیک ارادے سے اس کی بنیاد ڈالی ہے۔ ہمارے پیش نظر تو صرف لوگوں کی خیر خواہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و اللہ یشھد انھم لکٰذبون

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

محض اس مقصد سے مسجد بنائی ہے کہ مسجد قبا کو ضرر پہنچائیں اور کفر کی اشاعت کریں۔ ایسے لوگوں کی مسجدوں کو جلا دینا چاہئے جیسا کہ مسجد ضرار کو دو صحابہؓ نے جلا کر اس کو منہدم کر دیا۔ آج کون مجاہد ہے جو کہ ان کی مساجد کو آگ لگا کر یا ڈھا کر مٹا دیے۔ ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں توحید و سنت کے علمبرداروں کی حکومت قائم کرنے کی قوت عطا فرمائے' آمین۔ اور منافقین کی مسجدوں کو گرا دیا جائے اور مسلمانوں کو کلمہ واحدہ پر جمع کیا جائے۔

مسجد مسلمانوں کا پہلا مکتب ہے

مسلمانوں کی تعلیم و تربیت میں مسجد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد رسالت میں تعلیم اور اسلام کی اشاعت کے لئے مسجد نبویؐ میں پہلا مکتب و مدرسہ قائم کیا جسے صفہ کا نام دیا گیا۔ چنانچہ اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ مسلمان بچے کی تعلیم و تربیت (قرآن حکیم) کے آغاز سے ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام کی پہلی تقریبا تین صدیوں تک مساجد کو درسگاہوں کی حیثیت حاصل رہی۔ چوتھی صدی ہجری میں الگ مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔

مسجد اسلامی ثقافت کا مرکز ہے

مسجد تعلیم و تربیت' تہذیب و تمدن اور اسلامی ثقافت کا گہوارہ ہے۔ بڑوں کا احترام چھوٹوں پر شفقت و پیار کی تعلیم مسجد میں دی جاتی ہے۔ مودب طور پر بیٹھنے کے آداب سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ جسم و لباس کی پاکیزگی طہارت سے نماز کی ادائیگی ممکن ہے۔ اس طرح مسجد انسان کو پاکباز بنانے میں مد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مسجد میں فخریہ لباس کی جگہ سادہ اور متوسط لباس پسند کیا جاتا ہے۔

مسجد قومی و ملی اتحاد کا نشان ہے

صلح آشتی' ہمدردی و خیر خواہی اور اتحاد و اتفاق اسلام کی اعلی تعلیم ہے۔ اسلام ایک مجتمع سوسائٹی کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ مسجد منتشر اور بکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام میں روزانہ محلے کی مسجد میں پانچ دفعہ با جماعت نماز ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور پھر ہفتہ بھر میں ایک دفعہ جمعہ کے روز شہر بھر کے لوگوں کو جامع مسجد میں آکر نماز جمعہ ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور بلا عذر شرعی مسجد میں غیر حاضری نفاق سے تعبیر کی گئی ہے اس طرح مسلمان جب مسجد میں آتے ہیں تو ان میں یکجہتی و ہم آہنگی' نا آشناؤں سے شناسائی' ایک دوسرے کے دکھ درد میں شرکت' حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کی حاجات بر آری اور روزانہ کے ملاپ اور ملاقات سے تعاون کے جذبے کو فروغ ملتا حاصل ہوتا ہے۔ رشتہ آخرت مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر ہفتہ میں ایک دن سارے شہر کے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہو جانا اخوت اور تعاون کے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ باہمی چپقلش' نزاع اور اختلاف کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور کوئی تعمیری مسئلہ غور طلب ہو تو اس کا حل اجتماعی طور پر کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً ایسا نظام تعاون دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں۔

مسجد تنظیم و مساوات کا سرچشمہ ہے

مسجد میں جماعت کیلئے ایک امام اور خطیب کے انتخاب کی تلقین کی گئی ہے۔ امام و خطیب کا انتخاب علم و ادب کی وسعت اور تقویٰ و پرہیز گاری پر مبنی ہے۔ چنانچہ ایسے امام کی اقتداء میں نمازی اس طرح صفیں بنا کر نماز ادا کرتے ہیں جیسے کوئی فوجی افسر اپنے فوجیوں کو ٹریننگ دے رہا ہو۔ امیر غریب' شاہ و گدا' عربی و عجمی تمام کے تمام قدم ملا کر جب صف بندی کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مالک حقیقی کے اطاعت گزار اور مطیع و فرمانبردار ہونے کا اظہار کر رہے ہیں جن میں کسی کے رنگ و نسل قوم ملک اور طبقہ کے لحاظ سے کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں یقیناً وہ اپنے مالک حقیقی کے غلام ہیں۔ قعدہ' قیام' رکوع' سجدہ اور تسلیم میں تمام نمازیوں کی یکسانیت اس بات کی ترجمانی کرتی ہے کہ مسجد تنظیم و مساوات کا سرچشمہ ہے۔

مسجد مرکز عدالت ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد مسجد کو عدالتی حیثیت حاصل رہی۔ اختلافات و تنازعات' مجادلہ و مقاتلہ اور لڑائی جھگڑوں کا حل مسجد میں ہوا کرتا تھا گویا کہ مسجد کو عدلیہ کا مقام حاصل تھا۔ مگر جوں جوں مسلمانوں میں اسلامی کمزوریاں ہوتی گئیں اور انہوں نے غیر مسلمانوں کے راہ و رسم کو قبول کرنے شروع کر دیئے تو آہستہ آہستہ مسجدوں کی جگہ عدالت گاہیں قائم ہو گئیں۔ رشوت عام ہو گئیں اور عدل و انصاف ختم ہو گیا اور اپنی من مانی کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔

بہرحال مسجد اسلامی معاشرے میں اہمیت و افادیت کی حامل ہے اور مسلمانوں کی مرکزیت کا سرچشمہ ہے۔ معاشرے کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسجد کی عظمت رفتہ اور اس کا صحیح مقام از سر نو بحال کیا جائے۔